Analysis of The Specific Relief (Amendment) Bill 2021

By WIL FORUM

قومی اسمبلی میں پیش کردہ خصوصی ریلیف ایکٹ 1877 میں مزید ترمیم کا بل۔

مجوزہ بل قومی اسمبلی میں سید جاوید حسنین کی جانب سے پیش کیا گیا ہے۔اس بل کو پیش کرنے کا مقصد خواتین کے وراثت کے حق کا تحفظ اور ان کو اس حق کے حصول کے دوران عدالت میں طویل مقدمہ بازی سے بچانا ہے۔مزید اس ترمیم کے ذریعے وہ عدالت سے مزید کوئی دادرسی (any other relief) بھی طلب کر سکیں گی جو کہ اس وقت ممکن نہیں ہے۔ذیل میں اس ترمیم کا مفصل جائزہ لیا جا رہا ہے۔

موجودہ سیکشن 42۔ Discretion of Court as to declaration of status or right.

یہ وہ دفعہ ہے جس کے تحت ہر قسم کے حق اور حیثیت کے اعلان اور وضاحت کی ڈگری عدالت سے حاصل کی جاتی ہے۔مثلاً شناختی کارڈ میں نام کی تبدیلی، طلاق کے واقع ہو جانے کی ڈگری، کسی جائیداد میں حق ہونے کا اعلان وغیرہ۔ پہلے سے موجود سیکشن 42 پر نظر ڈالتے ہیں تو کچھ اس طرح کی صورتحال نظر آتی ہے کہ اپنے دعوی کے لئے عدالت انصاف سے رجوع کرنے والے افراد کے لئے ایک مخصوص ریلیف ملنے کے بعد ایسے کیس میں کسی دوسرے ریلیف کو حاصل کرنا ممکن نہیں تھا تو دوسری طرف ایسے کیس کے فیصلہ سازی میں کوئی وقت کا تعین بھی نہیں کیا گیا تھا۔

42. Discretion of Court as to declaration of status or right. Any person entitled to any legal character, or to any right as to any property, may institute a suit against any person denying, or interested to deny, his title to such character or right, and the Court may in its discretion make therein a declaration that he is so entitled, **and the plaintiff need not in such suit ask for any further relief:**

Provided that no Court shall make any such declaration where the plaintiff, being able to seek further relief than a mere declaration of title, omits to do so.

Explanation - A trustee of property is a "person interested to deny" a title adverse to the title of some one who is not in existence, and for whom, if in existence, he would be a trustee.

تاہم اس ترمیمی بل کے توسط سے اس سیکشن کو ہی تبدیل کرنے کی تجویز دی گئی ہے۔

مجوزہ متبادل سیکشن 42:

"42۔**رتبے یا حقوق کے اقرار نامہ کے طور پر عدالت کی صوابدید**۔(الف) کسی قانونی حیثیت کے استحقاق کا حامل کوئی فرد یا کسی املاک کا کوئی حق رکھنے والا کسی فرد جو کہ کسی رتبے یا اپنے حق سے انکار کرے یا انکار کرنے کی جانب راغب ہو، کے خلاف مقدمہ کر سکے گا اور عدالت اس میں اپنی صوابدید میں ایک اقرار نامہ دے گی کہ وہ اس کا استحقاق رکھتا ہے۔

(ب) سول عدالتوں میں کسی خاتون یا اس کے قانونی وارثوں کی جانب سے وراثت کے ضمن میں دائر کیس کا دائر کئے جانے کے 6 ماہ کے اندر فیصلہ سنایا جائے گا۔

(ج) اپیلٹ عدالتیں اپیل اور نظر ثانی کا 90 دن کے اندر فیصلہ کریں گی۔

"42. Discretion of Court as to declaration of status or right.- (a) Any person entitled to any legal charactcr, or any rights as to any property, may institute as suit against any person denying or interested to deny, his title to such character or right, and the court may in its discretion make therein a declaration that he is so entitled:

(b) Suit filed by a woman or by her legal heirs regarding declaration on inheritance in civil courts shall be decided within six montls from the date of its institution.

(c) The appellate courts shall be decide the Appcal, Revision and Review within 90 days."

اس متبادل سیکشن 42 کے تحت Specific Relief عدالتوں کے دائرہ کار کو میں بھی وسعت دینے کی سفارش کی گئی ہے۔ اب اس متبادل سیکشن کے تحت مدعی مقدمہ اپنی درخواست میں ایک خاص ریلیف کے ساتھ ساتھ عدالتی صوابدید کے تحت کسی مزید ریلیف کی استدعا بھی کر سکتا ہے جو کہ اس سے پہلے ممکن نہیں تھا۔ مزید یہ کہ اگر کوئی خاتون یا ان کے نمائندے (Legal Representatives) اپنے حقِ وراثت کے لئے مدعی مقدمہ ہوں، تو محض اس وجہ سے وقت ضائع نہ ہو کہ مذکورہ دفعہ کے تحت عدالت کو مزید کوئی ریلیف دینے کا اختیار نہیں۔ایک مخصوص وقت میں مقدمہ کا فیصلہ سنانے کی سفارش بھی کی گئی ہے تا کہ خواتین کے ساتھ وراثت میں کی جانے والی زیادتیوں کا قلع قمع کیا جا سکے۔

تجزیہ وتبصرہ:

درج بالا موضوع بحث ترمیمی بل اگر چہ عرصہ دراز سے وقت کی اہم ضرورت تھی تاہم دیر آید درست آید۔عدالتی نظام میں حصول انصاف کی غرض سے جانے والے کے لئے ایک بات ہمارے معاشرے میں کافی مشہور ہے کہ دادا عدالت میں کیس کرتا ہے تو پوتے کو اس کا حق حاصل ہوتا ہے۔اور یہی سلسلہ اب تک بھی جاری وساری ہے۔عدالتی نظام میں موجود یہ ایک بہت بڑی خامی ہے۔

مقدمات کی بھرمار ہے اور ملک بھر کی عدالتوں میں بے شمار مقدمات زیرِ سماعت ہیں۔ لیکن ان مقدمات کی سماعت اور فیصلہ آنے میں اتنا وقت صرف ہو جاتا ہے کہ کئی دفعہ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ حصول انصاف کے لئے جانے والا دل برداشتہ ہو جاتا ہے اور اپنا حق ہی چھوڑ دینے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ کتنے ہی ایسے فریق مقدمہ ہیں جو انصاف کا انتظار کرتے کرتے خالق حقیقی سے جا ملتے ہیں۔ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ کتنے ہی متاثرہ خاندان اور افراد ایسے بھی ہیں جو محض اس وجہ سے عدالتوں کا رخ ہی نہیں کرتے اور ظلم کا شکار رہنے کو ہی ترجیح دیتے ہیں اور اپنے معاملات اللہ پہ چھوڑ دیتے ہیں جس کی اہم وجہ یہی عدالتی نظام میں موجود غیر ضروری طوالت ہے۔

دوسری طرف لوگوں کی ایک بڑی تعداد ایسی بھی ہے جو اگر دیہی علاقوں میں رہائش پذیر ہوں تو جرگہ اور جرگہ جیسے مخصوص بااثر افراد پر مشتمل تنظیم یا گروہ کے پاس جانا پسند کرتے ہیں اور اگر شہری علاقوں میں مقیم افراد ہوں تو وہ بھی اگر چہ جرگہ نہ سہی لیکن ماروائے عدالت پولیس سے مدد لیتے ہیں یا سیاسی جماعتوں کے اثر رسوخ کا فائدہ اٹھاتے ہیں کیونکہ وہاں معاملہ کا فیصلہ قلیل وقت میں سامنے آ جاتا ہے۔ اس طویل عرصہ کے ٹرائل کے یہ بھی نتیجے سامنے آئے ہیں کہ لوگ اس نظام سے اس قدر متنفر نظر آتے ہیں کہ قانون اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں اور تشدد سے بھی گریز نہیں کرتے۔ کئی مقدمات ایسے ہیں جس میں بھری عدالتوں میں ایک فریق دوسرے فریق کو گولیوں سے بھون ڈالتا ہے۔ جائیداد کے تنازعات اس قدر زیادہ ہیں کہ خاندانوں کے خاندان حق تو حاصل نہیں کر پاتے البتہ اپنی جان گنوا دیتے ہیں۔

ہمارے معاشرے میں خواتین کو وراثت میں انکا شرعی اور قانونی حق دینے میں اکثر خاندان ٹال مٹول سے کام لیتے ہیں۔ خاص کر دیہات میں خواتین کی شادی کی حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی کہ وراثت کے معاملے آڑے آتے ہیں یا یہ بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ بے جوڑ شادی کر دی جاتی ہیں محض اس لئے کہ جائیداد خاندان سے باہر نہ جا سکے اور اگر کوئی خاتون اپنا وراثتی حق لینے کے لئے عدالت پہنچ بھی جائے تو ہر وہ حربہ استعمال کیا جاتا ہے فریقِ مخالف کی طرف سے کہ مدعی مقدمہ اپنے دعوی سے ہی باز آ جائے اور جہاں تک ممکن ہو مقدمہ کو طول دی جاتی رہے۔

اگر چہ ہونا تو یہ چاہئیے تھا کہ مجوزہ ترمیم میں مقدمہ دائر کرنے کے 6 ماہ میں فیصلہ سنانے کی تاکید صرف خواتین کے وراثتی معاملات کے ہی لئے نہیں بلکہ تمام تر مقدمات میں ہو کیونکہ موجودہ نظام کے تحت مرد ہو یا عورت دونوں ہی متاثر ہیں۔ مجموعی طور پر درج بالا ترمیم انتہائی اہم اور قابل ستائش ہے جو ہمارے اس پیچیدہ نظام میں ہوا کا جھونکا ثابت ہو سکتی ہے۔ جس کے تحت عدالتوں کو اگر چہ پابند کیا گیا ہے کہ وہ 6 ماہ میں فیصلہ سنائیں اور اپیل ہو تو 90 دن میں نمٹائیں تو ایسا صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب عدالتوں کی تعداد میں بھی اضافہ کیا جائے موجودہ تعداد میں ایسا ممکن نہیں۔ مقصد کے حصول کے لئے محض قانون سازی کر کے چھوڑ دینا کافی نہیں بلکہ پورا لائحہ عمل نظر آنا چاہیے ورنہ ایسے کئی قوانین ہیں جو صرف قانون کی کتابوں کی زینت ہیں اور ان کا نفاذ نہ ہونے کے برابر ہے۔ ضروری ہے کہ تیز ترین انصاف ک فراہمی صرف قانون کی کتابوں تک ہی محدود نہ ہو بلکہ اس پر مؤثر عمل بھی نظر آئے۔ ورنہ جیسا کہ مشہور مقولہ ہے کہ:

Justice delayed Justice denied.